گلترنگ
ابن صفی (بی اے)
STORE

ابن صفی (بی۔اے)

نام کتاب : گلٹرنگ

مصنف : ابنِ صفی(بی۔اے)

کمپوزنگ : محسن قاضی

صفحات : 43

پیشکش : دی گریٹ ابن صفی فینز کلب

(۱)

گُلترنگ کا میلہ شکرال میں بڑی اہمیت رکھتا ہے...! شکرال کی ساری بستیوں کے باشندے سینکڑوں میل سفر کر کے یہاں آتے ہیں، اور پندرہ دن تک مختلف قسم کی رنگ رلیاں جاری رہتی ہیں!

گُلترنگ کے علاقے سے زیادہ پر فضا مقام سارے شکرال میں کوئی دوسرا نہیں... اسے تو بس گلاب کا جنگل ہی کہنا چاہیے... پہاڑیاں خشک اور آنکھوں میں درد پیدا کر دینے والی نہیں ہیں! جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے چشمے پھوٹتے ہیں اور ان کا شفاف پانی گلاب کی جھاڑیوں کے گرد پتلی پتلی نالیوں میں بہتا پھرتا ہے... بعض جگہ کے پانی سے تو تازہ گلابوں کی مہک آتی ہے...!

یہاں ایک زیارت گاہ بھی ہے اور یہ میلہ یادگار کے طور پر منعقد ہوتا ہے! شکرال کے

ہر حصے کے لوگ قافلہ در قافلہ یہاں آتے ہیں... گلاب کی جھاڑیوں کے درمیان جگہ جگہ خیمے نصب کئے جانے لگتے ہیں اور سارا بَن آوازوں سے گونج اٹھتا ہے...!

دوکانیں سجتی ہیں... اور خیموں میں کزک[۱] جمائے جاتے ہیں! جدھر بھی نظر اٹھاؤ بھانت بھانت کے اکھاڑے نظر آئیں گے.... کہیں کشتی ہو رہی ہے.... کہیں گھونسہ بازی... کہیں تلوار کی کاٹ کے جواہر دکھائے جا رہے ہیں اور کہیں رائفل اور پستول سے نشانہ بازی کے مظاہرے!۔

رقص و سرود کی محفلوں کا کیا پوچھنا! سال میں شاید یہی پندرہ دن بے فکری کے معلوم ہوتے ہیں!۔ ہر طرف راوی عیش ہی عیش لکھتا ہے...!

پھر شاید ہی کوئی سال ایسا جاتا ہو جب یہاں خون کی ہولی بھی نہ ہوتی ہو... چشموں کے شفاف پانی میں سُرخ دھاریاں نظر آنے لگتی ہیں... گلاب کراہتے ہیں اور خوشبوئیں روتی پھرتی ہیں!۔

اگر ایک ہی بستی کے دو فریق ٹکراتے ہیں تو بات زیادہ نہیں بڑھتی... آگ تو اس وقت لگتی ہے، جب دو مختلف بستیوں کے افراد کا ٹکراؤ ہو جائے.... گلترنگ لہو ترنگ بن جاتا ہے... ساری بستیاں سرگرم کارزار ہو جاتی ہیں۔ کسی نے ایک بستی کا ساتھ دیا کسی نے دوسری کا!

جتنی دیر میں زیارت گاہ کا درویش اپنے حجرے سے باہر آتا ہے سینکڑوں لاشیں گر جاتی ہیں!۔

لیکن جس تیزی سے آگ بھڑکتی ہے، اسی تیزی سے سرد بھی ہو جاتی ہے... جہاں درویش کے خدام نے نیزوں پر کٹالیاں[۲] بلند کیں اور درویش کے نعرے لگائے، اٹھے ہوئے

---

(۱) ہوٹل قسم کی تفریح گاہ... جہاں شراب بھی فروخت ہوتی ہے۔ اور ناچنے والی لڑکیاں بھی ہوتی ہیں۔

(۲) مقدس نشان۔

ہاتھ رُک جاتے ہیں... حملے ادھورے ہی رہ جاتے ہیں!۔

پھر صرف تین چار گھنٹے تک تو ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے واقعی کوئی بڑا حادثہ ہو گیا ہو! لیکن اس کے بعد... وہی رنگ رلیاں... جیسے کوئی بات ہی نہ ہو!۔

اس بار یہ میلے کا پانچواں دن تھا! لیکن ابھی تک فضا چیخوں اور کراہوں سے نہیں گونجی تھی... گیتوں اور قہقہوں کے ساتھ گلاب کی لپٹیں رقص کرتی پھر رہی تھیں!۔

رقاص لڑکیاں ناچ ناچ کر تھک جاتیں، لیکن تماش بینوں کے مجمع میں کمی نہ ہوتی... تیمال[1] کے دور اس طرح چلتے جیسے آسمان سے برسی ہو!

اس بار مقلاق کے اڈے پر بڑی رونق تھی! لیکن یہ کسی سردار یا خان کا اڈہ نہیں تھا بلکہ ایک "خیرہ سر" کا ڈیرہ تھا!۔

یہ "خیرہ سر" بھی عجیب ہوتے تھے! چھیڑ چھاڑ کر لڑنا ان کا محبوب مشغلہ ہوتا! خود ہی ایسے حالات پیدا کرتے کہ دوسرے بھی کٹ مرنے پر آمادہ ہو جائیں... انہیں نہ اپنی بے عزتی کا ڈر ہوتا اور نہ دوسرے کی عزت کا پاس! سر ہتھیلی پر لئے پھرتے... لوٹ مار ذریعہ معاش ہوتی... ایسے لوگ تنہا نہیں ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ "حرام خوروں" کی خاصی بڑی بھیڑ بھی ہوا کرتی تھی... اکثر یہ خیرہ سر بستیوں کے سرداروں سے بھی ٹکرا جایا کرتے... اس صورت میں یا وہ خود فنا ہو جاتے یا اُسی کو موت کے گھاٹ اتار دیتے....!

لیکن یہ مقلاقی خیرہ سر!...

اس سے شکرال کی ساری بستیوں کے سردار بھی خائف رہتے تھے کیونکہ یہ چھ انگلیوں والا تھا... ایسے لوگ جو چھ انگلیاں رکھتے ہوں شکرال میں شنگشت[2] کہلاتے ہیں جس گھر میں

---

(۱) ہلکی قسم کی شراب، جو مقامی غلے بھورے دانہ سے کشید کی جاتی ہے۔

(۲) (ہو سکتا ہے یہ "شش انگشت" کا مخفف ہو)

کوئی چھ انگلیوں والا بچہ پیدا ہو جائے، اس کی خوش نصیبی کا کیا کہنا.... چھ انگلیوں والا بچہ عزت و توقیر... دولت اور امارات کا پیغامبر سمجھا جاتا ہے۔ انتہائی نحیف وزار ہونے کے باوجود بھی ایسا کوئی بچہ پورے شکرال پر حکومت کر سکتا ہے! لوگ اپنے ایسے بچوں کو عموماً درویش بناتے ہیں اور شکرالیوں پر ان کا خون حرام ہوتا ہے... کوئی انہیں قتل نہیں کر سکتا، خواہ یہ کچھ بھی کرتے پھریں...!

لیکن یہ مقلاقی چھ انگلیوں والا...!

یہ درویش نہیں.... "خیرہ سر" تھا... شکرال کی تاریخ میں پہلا چھ انگلیوں والا... جو امن کے بجائے فساد کا پیامبر سمجھا جاتا تھا!۔

اِس بار چونکہ یہ بھی میلے میں آیا تھا اس لئے کسی مقلاقی سردار نے یہاں آنے کی ہمت نہیں کی تھی.... یہ ضیغم خیرہ سر ایسا ہی تھا کہ مقلاق کا خان بھی اس سے پناہ مانگتا تھا... اگر یہ غیر ذمہ دار اور اوباش نہ ہوتا تو شاید مقلاق پر اسی کی حکمرانی ہوتی... طاقتور بھی تھا اور اپنے ہی جیسے مصاحب بھی رکھتا تھا... بس دیوانوں کے ایک گروہ کا سردار تھا!۔ مقلاق کے متمول لوگ اس کے خراج گذار تھے... خود مقلاق کے خانِ اعظم نے اس کا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا!.... مگر یہ صرف چھٹویں انگلی کی کرامت تھی ورنہ وہ کبھی کا مار ڈالا گیا ہوتا!۔

شکرالیوں کے عقیدے کے مطابق شنگشت کی موت قحط اور وبائیں لاتی ہے، جس زمین پر اُس کا خون گرتا ہے، اُس کی کھیتیاں ژالہ باری کی نظر ہو جاتی ہیں... جس ندی میں اُسے غرق کیا جاتا ہے اس کا پانی پہاڑوں کی چوٹیوں پر یلغار کر دیتا ہے!

اس بار میلے میں بڑے بڑے ہیکڑ سردار بھی اپنے خیموں سے نکلتے وقت یہ دیکھ لیتے تھے کہ اُن کی چال ڈھال سے اکڑن تو نہیں ظاہر ہوتی تھی...! مقلاق کے علاوہ دوسری بستی والوں کو علم ہوتا کہ گلترنگ کے میلے میں ضیغم خیرہ سر بھی موجود ہوگا تو ان میں سے بہتیرے محتاط لوگ ادھر کا رخ ہی نہ کرتے.... مگر اب تو آ ہی پھنسے تھے!۔ مدّت پوری کئے بغیر واپس چلے جاتے تو

زیارت گاہ کی توہین ہوتی!۔

ادھر ضیغم کا یہ حال تھا کہ جس ڈیرے کی کوئی رقاصہ پسند آجاتی... اُسے بھری محفل سے کھینچ لے جاتا! اور پھر وہ اُسی کے ڈیرے پر رقص کرتی نظر آتی....! سردار اور اُس کے مصاحب دم بخود رہ جاتے... بس دل ہی دل میں پیچ و تاب کھایا کرتے!۔

پچھلے ہی دن سرخسان کے سردار شرجیل کے ڈیرے میں اُسے غیر ملکی شراب کی چند بوتلیں دکھائی دے گئیں، باز کی طرح جھپٹا تھا اُن پر اور زبردستی چھین لے گیا تھا!۔

شرجیل بھی پیچ و تاب کھا کر رہ گیا تھا۔ کچھ بولا نہیں تھا.... لیکن آج صبح پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا، جب وہ اس کے ڈیرے کی رقاصہ کو بھی اٹھالے گیا.... اُس نے بڑے غصّے کے عالم میں تلوار کھینچی تھی، لیکن اُس کے ایک مصاحب نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا!۔

ضیغم نے وحشیانہ سا قہقہہ لگایا! "ہاں... آؤ... آؤ...!"

لیکن پھر شرجیل کو بھی ہوش آگیا! اور وہ اپنے خیمے کی طرف مڑتا ہوا بڑبڑایا تھا۔

"اچھا.... اب میں تجھے کسی شنگشت ہی سے قتل کراؤں گا ریچھنی کے بچّے!۔"

آواز دھیمی تھی... اِس لئے اُس کا یہ عہد اُس کے مصاحب کے علم میں بھی نہ آسکا!۔

شرجیل کچھ دیر بعد زیارت گاہ میں نظر آیا.. وہ یہاں ضیغم خیرہ سر کی شکایت لے کر آیا تھا!

"مقدس درویش۔" اُس نے زیارت گاہ کے سب سے بڑے عابد کو مخاطب کیا۔ "میں یہ پوچھنے آیا ہوں کہ کسی بدکار شنگشت کے ہاتھوں ہم کب تک ذلّتیں اٹھاتے رہیں گے!۔"

درویش نے اپنے عصا کے سرے پر لگی ہوئی کٹالی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شرجیل کو غور سے دیکھا اور پھر بولا۔ "تیری بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"شنگشت! امن کے پیغامبر ہوتے ہیں! مقدس درویش.... لیکن آخر یہ ضیغم خیرہ سر کب تک اپنی چھٹویں انگلی سے ہماری مونچھیں اکھاڑتا رہے گا....!"

”ربِّ عظیم کی مرضی...!“ درویش نے ٹھنڈی سانس لی... ”کچھ نہیں کیا جا سکتا... ہم پر عذاب نازل ہوا ہے.... تم جانتے ہو! مقلاق کا خان اعظم بھی... اس کا خراج گزار ہے...“

”اگر کوئی شنگشت ہی اُسے قتل کر دے تو...!“ شرجیل نے سر اٹھا کر پوچھا۔

”کیا بک رہے ہو!“ درویش نے تحیر آمیز غصیلے لہجے میں کہا! ”پورے شکرال میں اُس بدبخت کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا شنگشت نہیں مل سکے گا، جو کسی کا خون بہا سکے....!“

”اچھی بات ہے!“ شرجیل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ”میں جانتا ہوں کہ شنگشتوں پر پاک روحوں کا سایہ ہوتا ہے... لیکن اگر کوئی شنگشت کسی دوسرے شنگشت کا خون بہا ہی دے تو کیا ہو گا۔ مقدس درویش!۔“

”کچھ بھی نہیں ہو گا۔ مگر ایسا ہونے کیوں لگا!... شنگشت درویش ہوتے ہیں اور کوئی درویش اپنے ہاتھوں کسی چیونٹی کی موت بھی پسند نہیں کر سکتا!۔“

”میں سمجھ گیا۔!“ شرجیل نے سر ہلا کر کہا۔ ”کوئی شنگشت خون نہیں بہا سکتا! لیکن اگر وہ کسی دوسرے شنگشت کو قتل کر دے تو وبائیں نہیں آئیں گی۔ قحط نہیں پڑے گا۔ ژالہ باری نہیں ہو گی... دریا پہاڑ پر نہیں چڑھ دوڑیں گے۔!“

”ہاں یہی بات ہے!...“ زیارت گاہ کے سب سے بڑے عابد نے آہستہ سے کہا تھا اور آنکھیں بند کر لی تھیں....!

(۲)

"او عیّار... او ناہنجار... اِدھر کہاں ....!" ایرج دہاڑا... لیکن عقرب اپنا تیز رفتار گھوڑا گلترنگ کی راہ پر ڈال چکا تھا!... وہ سب سے آگے تھا!۔ آٹھ نوجوان کملاکیوں کی ٹولی... شکار کے لئے نکلی تھی! خیال تھا کہ کوہِ ابیض کی ترائی میں جنگلی مینڈھے پکڑنے جائیں گے!۔ تجویز بھی عقرب ہی کی تھی...!

"دیکھو...! اَب دیکھو اِس خنزیر کو!۔" ایرج نے دوسروں سے کہا! "چلنے سے پہلے کیسی باتیں بنائی تھیں اور اَب بھاگا جارہا ہے گلترنگ کی طرف....!"

"ارے تو کون سی مصیبت آگئ!" ایک ساتھی بول پڑا۔ "کیا تم نے گلترنگ نہ جانے کی قسم کھا رکھی ہے!"

"اس خبیث نے مجھے دھوکا دیا ہے!" ایرج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے بس بھی کرو پیارے... ایک بار تو گلترنگ کی زیارت کرلو...!"

"سینکڑوں بار زیارت کر چکا ہوں!" ایرج بولا۔ "لیکن میلے کے زمانے میں نہیں... مجھے نفرت ہے میلے سے...!"

"لیکن کیوں پیارے اَکڑو..."

"سرداروں کی مونچھیں وہاں چھوکریوں کی زلفوں سے بھی زیادہ حقیر ہوجاتی ہیں... اتنی پی لیتے ہیں کہ ہوش ہی نہیں رہتا۔ ایک بار میں نے ایک سردار کی ذلّت دیکھی تھی... بہت پی گیا تھا... اور ایک شریر سی چھوکری اُس کی مونچھ پکڑے ساری محفل میں نچاتی پھر رہی تھی!"

"اوئے... یار... شاید اسی لئے تو مونچھ رکھتا ہی نہیں۔!"

ایرج کچھ نہ بولا!... گھوڑے دوڑتے رہے، تھوڑی ہی دیر بعد انہوں نے عقرب کو جا لیا!۔

ایرج نے اس کی گردن دبوچنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ ایک طرف جُھکتا ہوا بولا۔ ”ارے ارے... او اَکڑو... ربِّ عظیم تجھے عقل دے... کوہِ ابیض کے مینڈھے گلترنگ میں گلاب چرنے گئے ہیں... میں سچ کہتا ہوں، تو نے اچھا کیا کہ کملاک کی سرداری قبول نہ کی... ورنہ ہم سب سوکھے سوکھے دُنیا سے چلے جاتے... کملاک کی ساری لڑکیاں قتل کر دی جاتیں اور تو مَردوں سے کہتا کہ بچّے بھی جَنا کرو.....!“

سارے ساتھیوں نے قہقہے لگائے... اور عقرب نے ایک گیت شروع کر دیا!۔

پہاڑیاں گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونجتی رہیں...!

قہقہے... گیت... اور عقرب کے چٹکلے....!

گُلترنگ تھوڑی ہی دور رہ گیا تھا!.... یک بیک اُنہیں اپنے گھوڑوں کو روکنا پڑا... کیونکہ سامنے والے درّے سے کچھ لوگ بڑی بدحواسی کے عالم میں نکلتے دکھائی دے رہے تھے...!

پھر ایرج نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا... ان لوگوں میں سے کچھ زخمی بھی تھے...!

”کیا بات ہے... تم لوگ کون ہو!“ ایرج نے پوچھا!۔

وہ رُک گئے... لیکن اس طرح درّے کی طرف مڑ مڑ کے دیکھ رہے تھے، جیسے کوئی ان کا تعاقب کرتا رہا ہو!۔

”قہر.... قہر....!“ ایک بوڑھا آدمی ہانپتا ہوا بولا۔ ”ربِّ عظیم کا قہر.... شیطان صفت شنگشت!۔“

”پہلے تم اپنی سانسیں درست کرلو۔“ ایرج نے نرم لہجے میں کہا۔

دوسرے آدمی نے آگے بڑھ کر کہا! ”ہمیں ضیغم خیرہ سر کے ہاتھوں بڑی ذلّت نصیب ہوئی ہے... کاش وہ ولدالحرام شنگشت نہ ہوتا.... اُس نے ہمیں لوٹ لیا...!“

”کہاں...!“

”میلے میں.... وہ اس بار قہر بن کے نازل ہوا ہے.... اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ وہ بھی آئے گا تو کبھی ادھر کا رخ نہ کرتے...!“

”کیا وہ تمہارا تعاقب کر رہا ہے...!“

”اَب پتہ نہیں... کچھ دور تک تو اُس کے کُتوں نے ہمیں دوڑایا تھا!۔“

”مقلاق کا کوئی سردار نہیں آیا کیا...!“

”کون آتا.... کوئی بھی نہیں.... کل تو اس نے سرخسان کے سردار شرجیل کو بھی بے عزّت کیا تھا.... اُس کی قیمتی شرابیں چھین لے گیا تھا۔ ڈیرے سے ایک رقاصہ کو اُٹھالیا...!“

پھر وہ لوگ آگے بڑھتے چلے گئے.... لیکن ایرج کا گھوڑا وہیں جم گیا تھا!.... عقرب نے کہا۔ ”چلو... بھائی کیا سوچنے لگے...! اچھا.... سمجھ گیا! چچا شرجیل کی فکر ستا رہی ہو گی...!“

”میں گلترنگ نہیں جاؤں گا!“ ایرج نے کہا۔

”ارے واہ....“ عقرب ہاتھ نچا کر بولا۔ ”گویا یہ اتنی تھکن مفت ہی سر پڑے گی کیوں؟.... کیوں نہ جاؤ گے!“

”وہ خیرہ سر!۔“

”ڈر گئے...!“ عقرب نے متحیّرانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں.... لیکن میں اُس کا خون کیسے بہا سکوں گا! کاش وہ شنگشت نہ ہوتا...!“

”چلو.... چلو.... ہو گا شنگشت.... میں ان چیزوں کو نہیں مانتا... میرا داؤ چل گیا تو کسی بیوہ کی طرح سر پیٹتا ہوا دُنیا سے رخصت ہو جائے گا...!“

”اوہ.... تو تم.... ربِّ عظیم سے بغاوت کرو گے...!“ ایرج نے آنکھیں نکالیں۔

عقرب نے قہقہہ لگایا اور بولا! ”تم تو جانتے ہو کہ بچپن ہی سے میں کراغال کے خان عیسیٰ کی ملازمت میں تھا!۔ کیا آدمی تھا وہ بھی...! اُس نے مجھے بڑی چالاکیاں سکھائی تھیں... وہ کہا

کرتا تھا کہ ربِّ عظیم کا نام لینے والے عموماً ربِّ عظیم کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں! یہ شنگشت والی ہوا بھی کسی مکّار شنگشت ہی نے اُڑائی ہوگی! میرے ہوش میں تو کبھی کوئی شنگشت قتل نہیں ہوا کہ میں وبائیں اور قحط دیکھ سکتا...! ژالہ باری تو یوں بھی ہوتی رہتی ہے چاہے کسی شنگشت کو مارو چاہے نہ مارو...!"

"چپ رہو... خبیث! تم کیسی باتیں کر رہے ہو!" ایرج نے بُرا سامنہ بنا کر کہا۔

"اچھا بیٹا اکڑو.... اگر اس خیرہ سر کو تمہارے ہی ہاتھوں قتل نہ کرایا تو کچھ بھی نہ کیا... بزدل کہیں کے.... نام سُنا ضیغم کا اور دم نکل گیا۔ اَبے اَب تم سر پر ریشمی رومال باندھنا شروع کردو.... ہاں...!"

"بہت ماروں گا.... اگر زبان چلائی!۔" ایرج نے گھونسہ دکھایا!۔

"ہاں مجھ جیسے کمزوروں ہی پر تو ہاتھ اُٹھے گا تمہارا.... ابھی کیا ہے۔ چھوکریوں کا قتل عام کر کے رُستم کہلانا... شاباش...!"

"ارے چلو... یار... ایرج...!" ایک ساتھی ہاتھ ہلا کر بولا۔ "ذرا دیکھیں تو آخر یہ خیرہ سر ہے کیسا... صرف نام ہی سُنا ہے۔!"

"نہیں یہ خفا ہوگئے ہیں اُس سے...!" عقرب نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "اب اس ناہنجار کی شکل نہیں دیکھیں گے! چچا شرجیل کی بڑی توہین کی تھی اُس نے.... بکری کی مینگنیاں اچھالیں گے [1] اور بددعائیں دیں گے اُس صورت حرام کو....!"

او... عقرب... او عقرب!" ایرج دانت پیستا ہوا زین پر پہلو بدلنے لگا!۔

---

(۱) بیوہ عورتیں بکری کی مینگنیاں اچھال اچھال کر اپنے شوہروں کے قاتلوں کو بددعائیں دیا کرتی ہیں... یہ ایک تعزیتی رسم ہے۔

(۳)

میلے کا ساتواں دن تھا!... ہر طرف قہقہے اُبل رہے تھے! عام آدمیوں کو ضیغم خیرہ سر کی کیا پرواہ... وہ تو اس کے کارنامے سُن کر کبھی کبھی بغلیں بھی بجاتے تھے... مثلاً آج ہی جب اُس نے ایک رَحبانی سردار غرتاش کے ڈیرے میں ہنگامہ برپا کیا تھا تو عام رحبانیوں نے بڑے پُر مُسرت انداز میں ایک دوسرے سے اس کا تذکرہ کیا تھا!۔ کیونکہ غرتاش بھی کمینگیوں میں اُس سے کچھ کم نہیں تھا! عام رَحبانی اُس سے نفرت کرتے تھے! وہ طاقتور بھی تھا اور اپنے ساتھ بہترین لڑاکے بھی رکھتا تھا.... لیکن ضیغم خیرہ سر کا کیا بگاڑ لیتا جو شُنگُشت بھی تھا!۔

اس کے بعد اُس نے ایک سردار کے چائے کے ذخیرے پر ہاتھ صاف کیا اور قہقہے لگاتا ہوا واپس ہو رہا تھا کہ اچانک کسی نے پشت سے اس کی کھوپڑی پر اس زور کا ہاتھ رسید کیا کہ بڑے بالوں والی ٹوپی دور جا گری!...

وہ دہاڑتا ہوا پلٹا... چپت جھاڑنے والا چھلانگیں مارتا ایک طرف دوڑا جا رہا تھا... آس پاس کے لوگوں نے قہقہے لگائے اور ضیغم پاگلوں کی طرح چیختا ہوا چپت مارنے والے کے پیچھے دوڑا....

لیکن اتنی دیر میں وہ نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا!۔

پھر پُورے میلے میں بھونچال سا آگیا!... ضیغم اُس دلیر کی شکل تو نہیں دیکھ سکا تھا، جس نے یہ حرکت کی تھی، لیکن اس کا اندازہ تھا کہ وہ کوئی نوجوان ہی ہو گا! بس اُسے نئی سوجھی!... چمڑے کا ایک چابک لے کر اپنے ڈیرے سے نکل آیا... جہاں بھی کوئی رقاصہ ملتی اُس پر چابکوں کی بارش کر دیتا!۔

"بول حرامزادی... وہ کون تھا... جس نے میرے سر پر ہاتھ مارا تھا...." وہ اُسے چابک مارتا ہوا پوچھتا! لڑکی بلبلاتی ہوئی زمین پر ڈھیر ہو جاتی!۔

رقاصہ لڑکیاں چھپتی پھر رہی تھیں... بہتوں کو تو اُس نے خیموں سے کھینچ کھینچ کر پیٹا تھا!۔

لوگ دیکھ رہے تھے اور تاؤ کھا رہے تھے... مگر شنگشت پر کون ہاتھ اٹھاتا! پھر وہ سب اُس آدمی کے خون کے پیاسے نظر آنے لگے جس نے اُس کے سر پر چپت اری تھی.... کیونکہ اس افراتفری یا آسمانی قہر کی ذمہ داری اُسی شخص پر تھی... مگر وہ تھا کون؟۔ جو ربِّ عظیم کے قہر سے بھی نہیں ڈرتا تھا.... چاروں طرف سنسنی پھیل گئی!...

(۴)

ایرج اور اُس کے ساتھی اپنے ساتھ خیمے وغیرہ تو لائے نہیں تھے... اس لئے انہیں پہاڑیوں میں ایک اچھا سا غار تلاش کرنا پڑا تھا! ایسا جس میں وہ اطمینان سے قیام کر سکتے اور اپنے گھوڑے بھی باندھ سکتے!۔

ایرج ان لوگوں کے ساتھ چلا تو آیا تھا! لیکن ابھی تک اس نے میلے کی شکل نہیں دیکھی تھی....! عقرب البتّہ سرے ہی سے غائب تھا! دوسرے چھ ساتھی تو کچھ غار ہی میں رہے تھے اور کچھ میلے میں مٹر گشتی کرتے پھر رہے تھے!۔

اس وقت ایرج بھی غار سے باہر نکلنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ایک ساتھی بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا۔

"غضب ہو گیا.... اکڑو...!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "عقرب نے قیامت برپا کر دی!۔"

"کیا ہوا....!"

"بھرے میلے میں ضیغم کے سر پر چپت مار کر بھاگ گیا!۔"

"سچ مچ...." ایرج نے قہقہہ لگایا... بے تحاشہ ہنستا رہا!۔

"سُنو تو.... سُنو بھی.... خاموش رہو!" ساتھی جھنجھلا گیا!۔

"کیا ہے...!" ایرج پیٹ دبائے ہوئے ہنسی روکنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

"ضیغم نے پورے میلے میں غدر برپا کر دیا ہے...بیچاری رقاصہ لڑکیوں پر چابک برساتا پھر رہا ہے.... عقرب اس کے ہاتھ نہیں آیا تھا! وہ سمجھتا ہے کہ وہ کوئی منچلا ہوگا جسے کوئی نہ کوئی لڑکی ضرور جانتی ہوگی۔ اور اس کے شکاری کتّے عقرب کو پہاڑیوں میں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں! اگر اِدھر آنکلے تو ہم مشکل ہی سے پیچھا چھڑا سکیں گے...!"

ایرج سنجیدہ ہو گیا!۔

"عقرب کہاں ہے!" اُس نے پوچھا۔

"پتہ نہیں کدھر نکل گیا...!"

"چلو...!" وہ اپنی رائفل کی طرف جھپٹتا ہوا بولا... "اگر اُسے چوٹ بھی آئی تو ربِّ عظیم کی قسم میں اُس خیرہ سر کو زندہ نہیں چھوڑوں گا چاہے سارے شکرال پر انگاروں کی بارش ہو جائے...!"

"ارے ٹھہرو.... سُنو تو سہی...!" ساتھی بوکھلا کر بولا "دوسرے لوگ بھی عقرب کو گالیاں دے رہے ہیں! ہمارا ساتھ کوئی بھی نہ دے گا!"

"بکواس.... مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے...!" ایرج رائفل کو کاندھے سے لٹکاتا ہوا بولا۔ "عقرب کی حفاظت کرنی ہے... پتہ نہیں اُسے یہ کیا سوجھی تھی!۔"

"دوسرے کہاں ہیں...!"

"میلے میں ہی ہوں گے... آؤ...!"

"یار اگر اُنہوں نے ہمیں یہاں پہاڑیوں میں دیکھ لیا تو... مصیبت ہی آجائے گی! کیونکہ عقرب کی شکل کسی نے بھی نہیں دیکھی تھی.... دیکھتے بھی تو کیا...وہ تو بہروپ میں تھا....!"

"اُس کے آدمی کدھر ہیں!" ایرج نے پوچھا

"پانچ پانچ کی ٹولیوں میں چاروں طرف پھیل گئے ہیں!" ساتھی بولا۔

چلو...! فکر نہ کرو۔ دیکھیں گے!..." ایرج نے اُسے غار کے دہانے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا!۔

باہر چاروں طرف سنّاٹا تھا!۔

"یار... اَکڑو!" ساتھی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کہیں پٹوا نہ دینا!۔"

"ابے کیوں مرا جا رہا ہے... چل کوئی ہمارے ماتھے پر لکھا ہوا ہے کہ ہمارے ہی کسی ساتھی نے اس ولدالحرام کے دھپ رسید کی تھی!... مگر یار... یہ عقرب... خدا سمجھے اس سے.... یہ کیا سوجھی تھی اسے!۔"

"کراغالی خان[1] کی نوکری نے اسے کہیں کا نہ رکّھا!" ساتھی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"ہاں... آں... عقرب نے اُس سے فرنگیوں کی سی عیاریاں اور مکاریاں سیکھی ہیں! کیسے کیسے بہروپ بھرتا ہے..." ایرج بڑبڑایا۔ "مگر اُسے یہ کیا سوجھی تھی۔ اُس شیطان شنگشت کو کیوں چھیڑ بیٹھا!۔"

وہ کچھ ہی دور چلے ہوں گے کہ آواز آئی۔ "خبردار.... ٹھہرو۔ اپنے ہاتھ اٹھا دو!۔"

وہ آواز کی طرف مڑے... ایک قریبی چٹان کے عقب سے پانچ رائفلیں نکل آئیں جن کے رُخ انہیں کی جانب تھے!...

پانچ بدہئیت کراغالی، جو اپنے خیرہ سر۔ سردار ہی کی طرح وحشی معلوم ہوتے تھے، آہستہ آہستہ آگے بڑھتے نظر آئے۔

پھر وہ نصف دائرے کی شکل میں اُن سے تھوڑے ہی فاصلے پر رُکے۔ ایک نے کڑک

---

(۱) کراغالی خان عیسٰی کی حیرت انگیز کہانی آپ جاسوسی دنیا میں "شعلوں" کی طویل داستان کی شکل میں پڑھ چکے ہیں۔

کر کہا۔ ”تم میں سے کون ہے جس نے طرغوس کے بیٹے پر ہاتھ اٹھایا تھا!...“

”ہم نے تو ابھی تک کسی پر بھی ہاتھ نہیں اٹھایا!... ایرج نے بے خوفی سے جواب دیا... البتہ اُس کے ساتھی کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ اُس نے بوکھلا کر کہا۔ ”ہم دونوں کملاکی ہیں بھائی... ہمارے ہاتھ اٹھنا نہیں جانتے....!“

”تم چُپ رہو...“ ایرج آنکھیں نکال کر غرّایا...!

”اوئے... ہمارے سامنے آواز اونچی کرتا ہے...!“ وحشی نے اُسے رائفل کا کُندہ مارنا چاہا... لیکن ایرج پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا!

”مارو!۔“ وحشی دہاڑا... اور دوسرے ہی لمحے میں... بقیہ چار رائفلوں کے کُندے بھی بلند ہو گئے! شکرالی عموماً اپنے کارتوس بہت احتیاط سے صرف کرتے تھے!... اگر دشمن قریب ہو تو ”دست بدست“ جنگ ہی کو ترجیح دیتے! اس میں عموماً رائفل کے کُندے چلتے یا پھر خنجر بازی ہوتی... کلہاڑیاں بھی استعمال کی جاتیں۔

ایرج نے بھی رائفل کاندھے سے اتار لی... اور اس کا ساتھی بھی سنبھل گیا! وہ بھی بزدل تو نہیں تھا! بس بات صرف اتنی سی تھی کہ کملاکی عموماً صلح جوئی کی ہی طرف مائل رہتے تھے!۔ اگر دیکھتے کہ جھگڑے کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے تو یہی کوشش کرتے کہ جھگڑا نہ ہونے پائے۔!

(۵)

ادھر ضیغم نے میلے میں قیامت برپا کر رکھی تھی! درجنوں لڑکیاں اپنے خیموں میں پڑی سسک رہی تھیں، اُن کے نازک جسموں پر بے شمار لمبے لمبے نیل تھے!۔

دوسرے سردار پیچ و تاب کھا رہے تھے!... زیارت گاہ کے خُدّام نیزوں پر کٹالیاں بلند کئے ہوئے ربِّ عظیم کے فرمان دہراتے پھر رہے تھے... لیکن یہ ضیغم خیرہ سر کا چابک تھا... کیسے رُک جاتا... اس وقت بھی وہ ایک لڑکی کو پیٹ رہا تھا!۔

ٹھیک اُسی وقت سب سے بڑے عابد کا ایک ایلچی اُس کے پاس آیا...! یہ ایلچی بھی شنگشت ہی تھا! بڑے عابد کا معتمد خاص!۔

"اے... خیرہ سر!۔" اس نے زیارت گاہ کے نشان کو جنبش دے کر کہا جو اُس کے عصا کے سرے پر نصب تھا! "اے خیرہ سر! ادھر دیکھ میں بھی شنگشت ہی ہوں.... تجھے بڑے عابد کی طرف سے حکم دیتا ہوں کہ اپنے ہاتھ روک لے...!"

ضیغم نے ہاتھ روک کر ایک وحشیانہ سا قہقہہ لگایا... اور پھر لڑکی کو چابک رسید کر دیا، جو تلملاتی اور چیختی ہوئی زمین سے اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی...!

"تو نہیں سُنتا!" ایلچی نے کہا۔ "اچھا تو دوسری بات سُن! ربِّ عظیم کا فرمان سُن! اپنی تقدیر سُن! جس دن سرِ بازار تیری ٹوپی سر سے گرے گی... اُس کے تیسرے دن تیری روح جسم سے نکل کر اُس دلدل میں جا پھنسے گی! جہاں گنہگاروں کی روحیں دن رات چیختی اور کراہتی رہتی ہیں...!"

"او.... جاؤ.... دفع ہو جاؤ...!" ضیغم خیرہ سر نے جھلّاہٹ میں اُسے بھی ایک چابک رسید کر دیا...

"ربِّ عظیم کا نام اونچا...." ایلچی اپنی جگہ سے ہٹے بغیر پر سکون آواز میں بولا۔ "یہ بھی

تقدیر ہی ہے.... مجھے یقین ہے کہ تو آج کے تیسرے دن اُسی دلدل میں جا پھنسے گا.... ربِّ عظیم... ربِّ عظیم!۔"

وہ زیارت گاہ کی طرف مڑ کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا گیا... "ربِّ عظیم... ربِّ عظیم...!" دھیمے سروں میں گنگناہٹ جاری تھی!۔

ضیغم خیرہ سر حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے اس طرح رخصت ہوتے دیکھ رہا تھا!۔

لڑکی چپ چاپ اُٹھی اور بے تحاشہ ایک طرف دوڑتی چلی گئی! لیکن ضیغم خیرہ سر اس کی طرف متوجہ تک نہ ہوا!۔

"ربِّ عظیم... ربِّ عظیم!" ایلچی کی گنگناہٹ اس کے کانوں میں گونج رہی تھی....

یک بیک اس نے جھر جھری سی لی اور کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر پاگلوں کی طرح قہقہہ لگایا...

پھر اپنے آدمیوں کو آوازیں دینے لگا... دو چار جو قریب ہی میں تھے دوڑے آئے...

"ربِّ عظیم کہاں ہے...!" اُس نے گرج کر پوچھا!۔ اور وہ بوکھلا کر ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگے...!

"بتاؤنا....!" ضیغم نے دانت پیسے...

"پتہ نہیں سردار...!" ایک گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا!۔

"ٹھیک ہے!۔ پتہ نہیں... ٹھیک ہے... کوئی نہیں جانتا! کسی کو بھی نہیں پتا!... جاؤ۔" اُس نے کہا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ٹھہرو.... اُسے آج ہی مر جانا چاہئے....!"

"سردار... ابھی مار ڈالیں.... مگر کسے ماریں....!"

"ہر ایک کو مار ڈالو جس پر شُبہ ہو جائے.... جاؤ.... جاؤ!..." وہ اتنے زور سے چیخا کہ گردن کی رگیں تک پھول آئیں!...

(۶)

اُس آدمی کی چیخ بڑی کریہہ تھی جس کے سر پر ایرج کی رائفل کا کُندہ پڑا تھا! وہ دوبارہ نہ اُٹھ سکا! دوسرے اُس کا حشر دیکھ کر بُری طرح جھلّا گئے! اور پھر یہی محسوس ہونے لگا جیسے وہ ان دونوں کو ہر حال میں مار ڈالیں گے!

رائفلیں لاٹھیوں کی طرح چلتی رہیں!.... کُندے ایک دوسرے سے ٹکرا کر آوازیں پیدا کر رہے تھے! دفعتاً ایرج نے جھکائی دے کر... ایک کو اور ٹھکانے لگا یا!۔

باقی بچے تین۔ انہوں نے حلق پھاڑنا شروع کر دیا۔

”یہی سور معلوم ہوتا ہے جس نے سردار کی توہین کی تھی.... زندہ بچ کر نہ جانے پائے...!“

اب وہ دیوانہ وار حملے کر رہے تھے اور بُری طرح پٹ رہے تھے! پھر تقریباً بیس منٹ تک یہ کھیل جاری رہا تھا! لیکن آخری آدمی نے بھی پیٹھ نہیں دکھائی تھی! لڑتے لڑتے گرا تھا اور بے ہوش ہو گیا تھا!۔

”اَکڑو.... اب نکل چلو کسی طرف!۔ اگر ان کی آوازیں....!“ اُس کا ساتھی رک کر ہانپنے لگا!۔

ایرج بھی ہانپ ہی رہا تھا لیکن چہرے سے تھکن نہیں ظاہر ہوتی تھی۔ بس ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے غصّے کی زیادتی کی وجہ سے سانسیں تیزی سے چلنے لگی ہوں...!

”میلے میں جانا ٹھیک نہیں ہے...!“ ایرج نے کچھ دیر بعد کہا۔ ”ہم یہیں آس پاس ہی رہ کر اپنے گھوڑوں اور سامان کی حفاظت کریں گے.... یہ عقرب کا بچہ پتہ نہیں کہاں جامرا ہے.... مارا جائے گا۔ ضرور مارا جائے گا! عقل ہی نہیں آتی گدھے کو....!“

وہ آس پاس ہی کوئی ایسی جگہ تلاش کرنے لگے جہاں چھپ کر اپنے غار کی نگرانی کر

سکتے!...

کامیابی جلد ہی ہوئی! یہ ایک غار تھا جس کے دہانے پر ایک چٹان اِس طرح جھکی ہوئی تھی کہ دہانہ تقریباً چھپ کر ہی رہ گیا تھا! ان کا اندازہ تھا کہ غار چھوٹا ہو گا لیکن اندر پہنچ کر محسوس ہوا کہ وہاں تو تقریباً سوڈیڑھ سو آدمی بہ آسانی چھپ سکتے ہیں! اندر اندھیرا تھا!

"کیا دوڑ کر غار سے ایک مشعل اٹھالاؤں..." ساتھی نے پوچھا۔

"نہیں! میرے تھیلے میں تیل کا ڈبہ اور گولا موجود ہے!..." ایرج بولا۔

کچھ دیر بعد غار میں روشنی ہو گئی! کپڑے کا ایک گولا تیل میں بھگو کر روشن کر دیا گیا تھا!۔

"نن... نہیں.... رحم کرو...!" ہلکی سی سسکی کے ساتھ کانپتی ہوئی سی آواز آئی اور ایرج اُچھل پڑا...

"ارے.... یہ کون...!" ساتھی بھی آواز کی طرف مڑا۔ بائیں جانب والے بڑے پتھر سے کوئی چمٹا ہوا تھا!۔ گولے کی روشنی اتنے بڑے غار کے لئے ناکافی تھی! اس لئے اُس کا چہرہ نہ دیکھا جا سکا! گولا زمین پر پڑا ہوا جل رہا تھا!۔

"خبردار اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا!" ایرج غرایا اور جھک کر روشن گولے کو خنجر کی نوک پر اٹھالیا!۔

پتھر پر نظر آنے والا متحرک سایہ روشنی میں آ گیا.... یہ ایک خوفزدہ لڑکی تھی!...

"نہیں...!" وہ گڑگڑاتی ہوئی بولی۔ "ربِّ عظیم کا واسطہ مجھے ہاتھ نہ لگانا... میں کچھ نہیں جانتی... مجھے علم نہیں کہ وہ کون تھا... رحم کرو... رحم کرو... مجھے سردار ضیغم کے پاس نہ لے جانا"...

"اوہ...!" ایرج نے طویل سانس لی!

"میں قسم کھا سکتی ہوں.... کوئی بڑی قسم دو مجھے...!"

"ڈرو نہیں!" ایرج نے نرم لہجے میں کہا۔ "تم ہمیں غلط سمجھی ہو!... ہمارا اُس خیرہ سر سے کوئی تعلق نہیں!۔"

لڑکی کچھ نہ بولی.... وہ اب بھی کانپ رہی تھی!...

"یہاں تمہیں کون لایا ہے...." ایرج کے ساتھی نے پوچھا!۔

مم... میں... یہاں آچھی ہوں!.... اُس دیوانے.... نے کئی لڑکیوں کے چہرے بگاڑ دیئے ہیں... کسی کو کیا پتہ کہ اُس کے سر پر چپت مارنے والا کون تھا....!"

"تم اُدھر کا دھیان رکھّو!۔" ایرج نے ساتھی سے کہا اور وہ غار کے دہانے کی طرف چلا گیا!

لڑکی کہہ رہی تھی! "میں سرخسان سے آئی ہوں... سردار شرجیل کے ساتھ"!...

"ہوں... اچھا... ڈرو نہیں بیٹھ جاؤ... ہم تمہیں شرجیل کے ڈیرے تک پہنچا دیں گے...!"

"شش... شُشت...!" غار کے دہانے کی طرف سے آواز آئی... غالباً ساتھی نے ایرج کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا تھا... ایرج تیزی سے آواز کی جانب بڑھ گیا!۔

باہر بے ہوش مقلاقیوں کے قریب کچھ لوگ نظر آئے... یہ بھی لباس سے مقلاقی ہی معلوم ہوتے تھے...! ہوسکتا ہے خیرہ سر کے ساتھیوں ہی میں سے رہے ہوں...!

یک بیک اُن میں سے ایک نے چیخ ماری اور سر کو پکڑ کر بیٹھ گیا! خون کی چادر اُس کے چہرے پر پھیل رہی تھی۔ وہ آگے پیچھے جھول رہا تھا!.... اُس کے دوسرے ساتھی بوکھلا بوکھلا کر چاروں طرف دیکھ رہے تھے.... پھر جیسے ہی وہ اُس تازہ زخمی کی طرف متوجہ ہوئے... اُن میں سے ایک نے پھر چیخ ماری اور وہ بھی سر پکڑ کر بیٹھ گیا!۔ اُس کی پیشانی پر بھی خون بہتا نظر آرہا تھا!۔

پہلا زخمی جھومتا ہوا ڈھیر ہو گیا... وہ پھر چاروں طرف دیکھنے لگے تھے... اتنے میں دوسرے نے بھی زمین پکڑلی... اور پھر وہ انتہائی سراسیمگی کے عالم میں ایک طرف بھاگ نکلے۔!

"یہ کیا ہوا...!" ایرج کا ساتھی بڑبڑایا۔

"اُس حرامخور کے علاوہ اور کون ہو گا....!" ایرج ہنس پڑا... "وہ قریب ہی کہیں موجود ہے.... اب دیکھو! کیا ہوتا ہے....!"

سردار شرجیل کے ڈیرے میں رحبانی سردار بھی موجود تھا!۔ دونوں قہقہے لگا رہے تھے... پھر یک بیک رحبانی سردار سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔ "اُس ولدالحرام نے بڑے عابد کے ایلچی پر بھی چابک سے حملہ کیا تھا!۔ اب اگر اُس کے ساتھیوں پر آسمان سے پتھر برسیں تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے.... ربِّ عظیم کی طاقت سے کون ٹکرا سکے گا!۔"

"مگر وہ کون جیالا تھا سردار! جو اُسے سربازار رُسوا کر گیا... سُنا ہے ٹوپی اچھل کر دور جا پڑی تھی...!"

ربِّ عظیم کا قہر جو چھلاوے کی شکل میں نازل ہوا تھا!... بڑے عابد نے اپنے خصوصی خُدّام کو بتایا ہے کہ ضیغم کا آخری وقت قریب ہے... وہ اس طرح مارا جائے گا کہ نہ تو اُس کا ایک قطرہ خون بہے گا اور نہ وہ مرتے وقت زمین ہی پر ہو گا!۔"

"یہ کیسے ممکن ہے..." شرجیل نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دیں...!

"اُسی طرح جیسے آسمان سے پتھر برستے ہیں... انہوں نے پہاڑیوں سے تین لاشیں اور چار زخمی اٹھائے ہیں! پانچ کا حشر انہوں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا... مگر دو آدمی تو اُس کے سامنے ہی ڈھیر ہوئے تھے!۔"

"بڑی عجیب بات ہے... ربِّ عظیم کا سایہ ہم پر رہے...!"

دفعتاً خیمے کے باہر سے چیخ وپکار سُنائی دی۔ وہ چونک پڑے۔ رحبان کا سردار دَر کی طرف جھپٹا!۔ اور پھر بوکھلا کر پیچھے ہٹ آیا!۔

”کیا بات ہے...“ شرجیل غرّایا۔

”وہ اِدھر ہی آرہا ہے...!“

”کون...!“

”ضیغم... خیرہ سر!... خنزیر کا بچہ...!“

”آنے دو...!“ شرجیل کو شاید غصّہ آگیا تھا!۔

ضیغم آندھی اور طوفان کی طرح خیمے میں داخل ہوا! اُس کے ایک ہاتھ میں چابک تھا اور دوسرے میں ریوالور... ریوالور کی نال انہیں دونوں کی طرف تھی!...

”اچھا اچھا!...“ ضیغم دہاڑا... ”یہ رحبان کا خرگوش یہاں ہے...! کیوں بے! کیا وہ تیرا ہی آدمی نہیں تھا جس نے میری توہین کی تھی... میں اُس وقت تیرے ہی ڈیرے سے تو واپس ہوا تھا!۔“

”ضیغم... ہوش میں آؤ... سرداروں سے اس طرح نہیں پیش آیا کرتے!“ شرجیل نے نرم لہجہ اختیار کرنے کی کوشش کی... ”تم کیسے شنگشت ہو...!“

”ابھی اور بُری طرح پیش آؤں گا!“ ضیغم نے قہقہہ لگایا! ”تم دیکھ ہی رہے ہو کہ میرے داہنے ہاتھ میں چابک ہے اور بائیں ہاتھ میں آگ اُگلنے والا چوہا... ہاہاہا... آ... ہاہاہا...!“

”او... ربِّ عظیم... میرے معبود!“ شرجیل دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”تو فیصلہ کر کہ میں کیا کروں! میں جو ضحاک کے شیطان صفت باپ کی کھوپڑی اپنے پیروں کے نیچے رکھتا تھا!۔“

”ضحاک میرا دوست تھا!“ ضیغم حلق پھاڑ کر دہاڑا... ”اُس کا انتقام تم سے ضرور لوں گا۔ بہت اچھا ہوا... بہت اچھا ہوا... تم نے خود ہی یاد دلا دیا... میں تمہاری بوٹیاں نوچوں گا... چیل کوّوں کو کھلاؤں گا... سسکا سسکا کر ماروں گا...!“

”ضحاک کو تو ایک کملا کی چھوکرے نے مارا تھا!“ رحبان کا سردار بولا۔

”تم چپ رہو! میں تم سے بات نہیں کر رہا...!“

دفعتاً باہر سے آواز آئی... "سردار یہ رہی ایک اور لڑکی...!"

اور ضیغم جھپٹ کر باہر نکل گیا... شاید یہ اُسی کے کسی آدمی کی آواز تھی!۔

سامنے سے ایرج آتا ہوا دکھائی دیا! اُس کے ساتھ وہی لڑکی تھی جس سے اُس نے شرجیل کے ڈیرے تک پہنچا دینے کا وعدہ کیا تھا!۔

ضیغم غرّا کر اُس کی طرف جھپٹا!۔

" تُو کہاں تھی... تیرے گالوں پے چابک کے نشان کیوں نہیں ہیں!" وہ پاگلوں کی طرح دہاڑا...

"پیچھے ہٹ!" ایرج نے بائیں ہاتھ سے اُس کا ریوالور جھپٹتے ہوئے سینے پر مکّا مارا...

وہ ضیغم کو پہچانتا نہیں تھا! لیکن اُس کے ہاتھ میں چابک دیکھ کر اندازہ ہو گیا تھا کہ وہی ہو گا!۔

ضیغم گھونسہ کھا کر پیچھے ہٹتا ہوا کسی زخمی شیر کی طرح دہاڑا تھا! اُس کے آدمیوں نے ایرج پر جھپٹنے کی کوشش کی!۔

"خبردار...! کوئی آگے بڑھا تو جہنم میں پہنچا دوں گا!۔ یہ کون بیہودہ ہے جس نے میری ساتھی کی توہین کرنی چاہی تھی!"

ضیغم کے ساتھی ٹھٹک گئے... آس پاس سنّاٹا چھا گیا!۔ شرجیل خیمے کے دَر پر کھڑا متحیرّانہ انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا!۔

"تو مجھے نہیں جانتا... میں ضیغم خیرہ سر! ٹھہر تو سہی اگر تیری لاش میلے میں نہ گھسٹوائی۔" ضیغم پاگلوں کی طرح دونوں ہاتھ ہلا کر چیخا!۔

"اچھا تو تم خیرہ سر ہو!" ایرج نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "مجھے بھی دیکھو! میں بھی ایک خیرہ سر ہوں! یہ بڑی اچھی بات ہے کہ تم مل گئے۔ آؤ... نکالو خنجر... دل چاہے تو ریوالور ہی سنبھال لو... میں ہر طرح تیار ہوں...!"

"او نادان... او ناسمجھ لڑکے..." شرجیل چیخا۔ "یہ شنگشت بھی ہے... تو اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا!۔"

"شنگشت!۔" ایرج نے خواہ مخواہ متیحرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں! پھر ہنس پڑا۔ "نہیں مجھے بہکانے کی کوشش نہ کرو! شنگشت خیرہ سر نہیں ہوتے... وہ تو دن رات ربِّ السّمٰوٰت کے گیت گاتے رہتے ہیں!۔"

"خاموش رہو!" ضیغم ہاتھ ہلا کر چیخا!۔ "ہاں میں شنگشت ہوں... یہ دیکھو!۔ میرے دونوں ہاتھوں میں چھ چھ انگلیاں ہیں!۔"

قریب ہی ایک مریل سا بوڑھا کھڑا تھا۔ یک بیک اُس نے اچھل کر اُس کے سر پر اس زور کا ہاتھ رسید کیا کہ ایک بار پھر ٹوپی سر سے ہوا ہو گئی! پھر تو ایسا شور اٹھا کہ آس پاس کے مردے بھی زیرِ زمین کروٹیں لینے لگے ہوں گے!۔

اُس میں قہقہے بھی شامل تھے اور ضیغم کی دہاڑیں بھی... اُس کے آدمی جو پہلے تو بھونچکے رہ گئے تھے اَب اُسی بوڑھے کے پیچھے دوڑے جارہے تھے... اس بار تو ہر ایک نے اُس کی شکل دیکھی تھی! اور سنّاٹے میں آگیا تھا... وہ مریل سا بوڑھا جس کا جسم کمر کے جھکاؤ کی وجہ سے کمان ہو رہا تھا۔ بچوں سے بھی زیادہ پھرتیلے پن کا مظاہرہ کر کے رفوچکّر ہو گیا تھا... اور ضیغم کے آدمی دکھاوے کے طور پر دوڑے چلے گئے تھے! پھر ضیغم بھی ایرج کو وہیں چھوڑ کر اُدھر ہی دوڑتا چلا گیا۔ اس بار تو اُسے اپنی ٹوپی اٹھانے تک کا ہوش نہیں رہا تھا!۔

قہقہے.... قہقہے.... چاروں طرف کے قہقہوں سے کان پڑی آواز نہیں سُنائی دیتی تھی!... ایرج نے ضیغم کا ریوالور اپنے شکاری تھیلے میں ڈال لیا تھا!

لڑکی بھاگ کر شرجیل کے پاس جا پہنچی تھی!...

ایرج بھی آہستہ آہستہ خیمے کی طرف بڑھا! شرجیل نے بڑی گرمجوشی سے اُس کا استقبال کیا! رحبان کا سردار اُسے گُھور رہا تھا!۔

”تم کہاں تھے... بیٹے!... میں تو پہلے ہی دن سے یہاں ہوں...!“

”بس یونہی نِکل آیا تھا شکار کھیلتے ہوئے... یہ لڑکی خوفزدہ تھی... غار میں چھپ گئی تھی... اس نے آپ کا نام لیا! میں نے کہا، چلو پہنچا دوں...!“

”جاؤ... تم اندر جاؤ! اب باہر مت نکلنا!“ شرجیل نے لڑکی سے کہا پھر ایرج سے بولا!

”شاید یہی ایک ایسی بچی ہے جس کا چہرہ داغدار نہیں ہوا ورنہ اُس حرامزادے نے تو...!“

”یہ کون ہیں...!“ رحبان کے سردار نے اس کی بات کاٹ دی!۔

”یہ... اوہ... یہ میرا اَپنا ہی بچہ ہے... میرے ایک جگری دوست کا لڑکا!۔“

”کیوں بیٹے! کیا تم نے پہلے کبھی اِس خیرہ سر کا نام نہیں سُنا!۔“ رحبان کے سردار نے پوچھا!...

”نام سُنا تھا! شکل آج ہی دیکھی ہے...!“ ایرج نے لاپروائی سے کہا۔

”اچھا تو تم اَب میلے سے رخصت ہو جاؤ! موقعہ ہے... اگر وہ واپس آگیا تو...!“

ایرج کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی اور وہ شرجیل کی طرف دیکھنے لگا!۔

”ہاں بیٹے... سردار کا مشورہ بہت مناسب ہے...!“

”ہاں...!“ ایرج نے طویل سانس لی! ”لیکن میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ کتنا حقیر آدمی ہے... ایک کمزور سا بوڑھا بھرے مجمع میں چپت جھاڑ گیا...!“

”ارے... وہ تو ربِّ عظیم کا قہر تھا!... عذاب کا فرشتہ جو بوڑھے کے بہروپ میں آیا تھا اور چھلاوے کی طرح غائب ہو گیا۔ کیا تم نے سُنا نہیں کہ اُس کے آدمیوں پر آسمان سے پتھر برستے ہیں!۔“

ایرج کو ہنسی آگئی... عقرب کی مکّاریاں کیسے کیسے گل کھلا رہی تھیں... پورے شکرال میں اُس سے بڑا عیّار شاید ہی کوئی دوسرا نکل سکتا!۔

”تم ہنس رہے ہو لڑکے!“ رحبان کے سردار کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی! ”تمہیں

ربِّ عظیم کی قدرت میں شُبہ ہے کیا؟"

"نہیں معزز سردار! میں دوسری بات پر ہنسا تھا!" ایرج نے نرم لہجے میں کہا! "میرے لئے بھی ربِّ عظیم کا یہی حکم ہے کسی کو بھی پیٹھ نہ دکھاؤں!۔"

"بچّوں کی سی باتیں نہ کرو بیٹے! جاؤ یہاں سے ورنہ میں تم سے خفا ہو جاؤں گا...!" شرجیل نے کہا۔

"یا عَمّ! جیسی آپ کی مرضی...!" ایرج تیزی سے دوسری طرف مڑ گیا!۔

شرجیل اُسے جاتے دیکھتا رہا۔ پھر جب وہ اگلی ڈھلان سے نیچے اُتر گیا تو اُس نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔ اور خود بھی خیمے کے اندر چلا آیا!

(۷)

ضیغم اپنے آدمیوں پر چابک برسا رہا تھا اور وہ چاروں طرف بھاگتے پھر رہے تھے! لیکن اتنی ہمت بھی نہیں رکھتے تھے کہ وہاں سے ہٹ ہی جاتے!

یہ اُس کی پُرانی عادت تھی! اگر کسی ایک پر غصہ آجاتا تو اس وقت وہاں موجود ہونے والوں میں سے کوئی بھی نہ بچتا!... وہ چیختے رہتے اور پٹتے رہتے!۔ حتیٰ کہ ضیغم تھک کر خود ہی ہاتھ روک لیتا!۔

میلے میں دو بار "ٹوپی" اچھل چکی تھی! لیکن آج دوسرا دن بھی گزر جانے کے باوجود اُس مسخرے کا پتہ نہیں لگ سکا تھا... اس وقت اسی کا غصّہ اتر رہا تھا!۔

"او... سردار..." دفعتاً ایک ساتھی ہاتھ اٹھا کر چیخا! "سُن لو... میری بھی ایک بات سُن... لو... تم مجھے عقلمند سمجھتے ہو نا!... بات سُن لو پھر چاہے... مار ہی ڈالنا!... کالی دَلدَل میں تو بہرحال پھنسنا ہے!۔"

"بول... جلدی بول..." ضیغم چابک والا ہاتھ روکتا ہوا بولا۔

"وہ کوئی آدمی نہیں تھا...!"

"تو پھر کیا وہ سُوّر تھا جس نے تیرے دادا کی قبر پر لوٹیں لگائی تھیں۔!"

"نہیں... وہ شاید عذاب کا فرشتہ تھا! ہم پر آسمان سے پتھر برستے ہیں، جب ہم اُس کی تلاش میں نکلتے ہیں!۔"

"بکواس بند کرو۔" اُس نے پھر چابک جھاڑ دیا! ساتھی تلملا کر پیچھے ہٹ گیا! لیکن ضیغم کا ہاتھ دوبارہ نہیں اٹھا تھا! دفعتاً وہ کسی سوچ میں پڑ گیا! پھر کچھ دیر بعد بولا۔ "سب گدھے پن کی باتیں ہیں! کچھ بھی ہو اُسے تلاش کرو اور کھینچتے ہوئے میرے سامنے لاؤ... اس طرح گھسیٹو کہ یہاں پہنچتے پہنچتے اُس کا سارا جسم چھلنی ہو جائے... اُس سے نپٹنے کے بعد میں اس زیارت گاہ کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا!۔"

"ارے باپ رے!" پٹنے والے نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا! اور اس طرح آنکھیں پھاڑنے لگا جیسے اُسے ضیغم نظر ہی نہ آرہا ہو!

"سیدھا کھڑا رہ!۔" ضیغم دہاڑا... "ہاں میں اس زیارت گاہ کو زمین کے برابر کر دوں گا... بڑے عابد کو تو اس طرح سسکا سسکا کر ماروں گا کہ عذاب کے فرشتے بھی رو پڑیں۔"

"سردار! سردار!" کئی لرزتی ہوئی سی آوازیں احتجاجاً بلند ہوئیں۔ وہ بُرے لوگ ضرور تھے لیکن زیارت گاہ کے متعلق ایسی باتیں سُن کر اُن کے دل لرز گئے! ویسے بھی وہ اُن آسمانی پتھروں سے بری طرح خائف تھے جنہوں نے اُن کے تین ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا!۔

"بڑا عابد! میرے مستقبل کے بارے میں بُری خبریں پھیلا رہا ہے۔" ضیغم بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "میں بھی دیکھوں گا کس کا ہاتھ اٹھتا ہے مجھ پر...!"

پھر وہ کسی سوچ میں پڑ گیا!... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اُس کے ساتھیوں کو سانپ سونگھ گیا ہو! پٹتے وقت بھی اُن کے چہروں پر اتنی سراسیمگی نہیں دکھائی دی تھی۔ جتنی اب نظر آرہی تھی! زیارت گاہ کی توہین کے تصوّر سے بھی اُن کے دل کانپ رہے تھے...!

ضیغم تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر یک بیک اُبل پڑا۔ "بڑے عابد پر میرے علاوہ کوئی ہاتھ نہ اٹھا سکے گا کیونکہ وہ بھی ایک شنگشت ہی ہے... ہاہا... ہاہاہا... ربِّ عظیم نے مجھے پیدا کر کے بڑی عقلمندی کا ثبوت دیا ہے... اگر نہ کرتا تو اُس بڑے عابد کی عمر خواہ مخواہ بڑھتی رہتی... دیکھنا... تم سب دیکھنا!"...

اُن کے چہروں پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ ہونٹ خشک تھے اور حلق میں کانٹے پڑے جا رہے تھے!۔

(۸)

غار میں الاؤ روشن تھا اور وہ سب اُس کے گرد بیٹھے ہوئے کالی ٹکیوں سے تیار کردہ چائے پی رہے تھے۔ اتنے میں عقرب داخل ہوا... اُس کے ہاتھ میں بڑے بالوں والی ایک ٹوپی تھی!۔

الاؤ کے قریب پہنچتے ہی اُس نے کہا۔ "میں بہت دولت مند ہوتا جا رہا ہوں بھائیو!... تم کیسے گدھے ہو کہ مجھے دیکھ کر احتراماً کھڑے بھی نہیں ہوتے!۔"

"چل بے...!" ایرج نے جلتی ہوئی لکڑی اٹھائی۔

"یہ ٹوپی تو دیکھنا پیارے...!" عقرب نے بال دار ٹوپی اُس کی طرف بڑھائی جس پر کئی جگہ دھات کے بنے ہوئے کچھ نشانات بھی نصب تھے!

"ارے... یہ تو اُسی خیرہ سر کی معلوم ہوتی ہے...!"

"بالکل۔!" عقرب نے سنجیدگی سے کہا! "میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ سر سے گرتی کس طرح ہے! لیکن اس بار یہ میرے ہاتھ ہی میں رہ گئی!۔"

"او کمبخت... کیوں خواہ مخواہ فساد برپا کرا رکھا ہے تو نے...!"

"سُنتے جاؤ...!" عقرب نے قہقہہ لگایا۔ "اس وقت تو اُس کے ڈیرے میں گھس کر ہاتھ کی صفائی دکھانی پڑی تھی... اُس کے آدمی مجھ سے اِس بُری طرح خائف ہیں کہ کچھ نہ پوچھو... ہاہا... عذاب کا فرشتہ سمجھتے ہیں مجھے...!"

"اگر کسی وقت تیری نقلی داڑھی گر گئی تو سارا بہروپ دھرا رہ جائے گا!" ایک ساتھی بولا۔

"لاؤ.... چائے لاؤ...!" وہ بھی الاؤ کے قریب بیٹھتا ہوا بولا۔ چائے اُسے دی گئی اور اُس نے پہلے ہی گھونٹ پر بُرا سامنہ بنایا! اور بولا۔ "اوئے... یہ شاید کالی ٹکیوں کی بنائی ہے... کیسی بری ہیک آرہی ہے... ربِّ عظیم تم بیچاروں کی مفلسی دور کرے... خیر یہ لو..." اُس نے جھولے میں ہاتھ ڈال کر ایک پیکٹ نکالا... اور ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "یہ آدھ سیر سبز چائے کی پتیاں ہیں... ربِّ عظیم نے مجھے دولت مند بنایا ہے تو میں اپنے غریب بھائیوں کی مدد کیوں نہ کروں...!"

"سبز چائے...!" خوشی کا مشترکہ نعرہ... غار میں گونج اٹھا!

"یہ کہاں ملی...!" ایرج بہت زیادہ سنجیدہ نظر آرہا تھا!۔

"ضیغم کے ذخیرے سے...!"

"اِدھر لاؤ۔!" ایرج نے ہاتھ بڑھا کر پیکٹ لیا! اُسے کھولا... اور ساری چائے الاؤ میں جھونک دی۔!

"او پاگل... او گدھے... یہ کیا کیا!" عقرب دونوں ہاتھوں سے رانیں پیٹتا ہوا چیخا۔

"کملاکیوں پر لوٹ کا مال حرام ہے! اسے مت بھولا کر...!" ایرج نے آنکھیں نکالیں...

"او... ایرج... او اَکڑو... کیوں شامت آئی ہے!" اُس نے تھیلے سے چمڑے کا فلاخن[1] نکالتے ہوئے کہا! "تیرے سر کے بھی ہزار ٹکڑے ہو جائیں گے... اگر مجھ سے اکڑا نے... ضیغم کے دو آدمیوں کو پانی مانگنے کی بھی مہلت نہیں ملی تھی...!"

---

(۱) گوپھیا۔ جس میں پتھر رکھ کر پھینکتے ہیں

ایرج نے اس طرح ہاتھ کو جنبش دی جیسے منہ کے قریب چکرانے والی کوئی مکھی اڑائی ہو!۔ دوسرے ہنسنے لگے! اور عقرب سر جھکا کر چائے پینے لگا...!

پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "کل میں اُسے تیرے ہی ہاتھوں سے قتل کرادوں گا!۔"

اس پر کوئی کچھ نہ بولا... ایرج سر جھکائے الاؤ کے کنارے جمی ہوئی راکھ کو کرید رہا تھا!۔

(۹)

دوسری شام ضیغم پھر شرجیل کے خیمے میں جا گھسا! پتہ نہیں کیوں اُس کے پیچھے پڑ گیا تھا!۔

"او... سرخسانی گدھے!" اُس نے خیمے کے در ہی پر رک کر شرجیل کو مخاطب کیا! "میں تجھ سے جواب طلب کرنے آیا ہوں!۔"

"آدمیوں کی طرح بات کرو... ضیغم!" شرجیل نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے، جو تم اس طرح پیش آتے ہو... ڈرتا ہوں ربِّ عظیم کے فرمان سے ورنہ...!"

"مجھے بتاؤ کہ میرا دوست ضحاک کیسے مارا گیا تھا؟۔"

"ایک کملا کی چھوکرے کے ہاتھوں...!" شرجیل نے لاپروائی سے کہا۔

"لیکن تو اُس کا حمائتی تھا!۔"

"آج بھی ہوں... تو پھر...؟"

"اپنا خنجر نکال... میں تجھے مقابلے کے لئے للکارتا ہوں...!"

دفعتاً باہر سے آواز آئی... "جانے دو... مجھے اندر جانے دو! میں سردار ضیغم کی تلاش میں ہوں! وہ یہیں ہیں... اُن کے ڈیرے پر معلوم کیا تھا میں نے...!"

"آنے دو.... کون ہے؟" ضیغم جو آواز کی طرف متوجہ ہو گیا تھا غرّایا! اُس کے آدمی

شاید باہر موجود تھے اور انہوں نے کسی آنے والے کو روکا تھا!۔

دَر کا پردہ ہٹا اور آنے والے کو دیکھ کر شرجیل چونک پڑا۔ لیکن خاموش ہی رہا تھا کیونکہ اُس نے بھی شرجیل کی طرف توجہ نہیں دی تھی... یہ عقرب تھا... اور اس وقت بہروپ میں نہیں تھا!۔

"تم کون ہو... کیا چاہتے ہو...!" ضیغم نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں فلک شیر ہوں سردار... اور آپ کے لئے ایک ایسی خبر لایا ہوں کہ آپ مجھے کم از کم ایک سیر چائے تو بخش ہی دیں گے!۔"

"جلدی بکو!۔"

"میں نے اُس ولد الحرام بوڑھے کا پتہ لگالیا ہے۔!"

شرجیل کے ہونٹ ہلے اور پھر سختی سے بند ہوگئے! اُس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے!۔

"کہاں ہے... کدھر ہے! میں تجھے پانچ سیر چائے دوں گا... چھوکرے... اپنا مصاحب بناؤں گا۔ بہت بڑا آدمی ہو جائے گا تو...!"

"سردار کی مہربانی...!" عقرب نے ہاتھ جوڑ کر دانت نکال دیئے... اور پھر بولا۔ "لیکن سردار وہ ضرور کوئی بُری رُوح ہے۔ میں نے تھوڑی دیر ہوئی اُسے ایک غار میں دیکھا تھا! اف فوہ سردار۔"

عقرب کانپ گیا... اُس کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آنے لگے...!

"او... بول جلدی... ورنہ...!" ضیغم نے دانت پیسے!۔

"ارے... وہ کچے خرگوش کھا رہا تھا... کھال سمیت...!" وہ پھر بُرا سا منہ بنا کر کانپ گیا!۔

"وہ کوئی بھی ہو! میں اُسے زندہ نہیں چھوڑوں گا!" ضیغم پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"اچھا تو پھر اپنے پانچ آدمی میرے ساتھ کر دیجئے... زیادہ بھیڑ ہوئی تو وہ ہاتھ نہ آسکے گا!۔"

"میں خود چلوں گا!" ضیغم غرّایا۔

"ارے نہیں سردار... اگر اُس نے پھر آپ کی توہین کی تو میں وہیں اپنی گردن ریت ڈالوں گا...!"

"بکواس مت کر... چل...!" ضیغم نے اُسے دھکا دیا!

ضیغم باہر نکل کر بولا!... "پانچ آدمی... صرف پانچ آدمی آئیں میرے ساتھ...!" پھر اُس نے ہاتھ کے اشارے سے پانچ آدمیوں کو بقیہ لوگوں سے الگ کیا... اور عقرب کے ساتھ ایک جانب چل پڑا!۔

(۱۰)

زیارت گاہ کے معبد میں بڑا عابد سر بسجدہ تھا! اور اُس کے مریدین کچھ فاصلے پر نصف دائرے کی شکل میں ہاتھ باندھے کھڑے تھے! کچھ عجیب سا ماحول تھا... خوشبودار ہلکے دھوئیں کے لہریئے جگہ جگہ فضا میں بل کھارہے تھے۔ مشعلوں کی سرخ روشنی میں ان کے چہرے ایسے لگ رہے تھے جیسے وہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہوں!۔

یک بیک بڑے عابد نے سجدے سے سر اٹھایا... اور رحل پر رکھے ہوئے بستے کو اٹھا کر بوسہ دیا! پھر اُس کو بڑی احتیاط سے کھولا اور اُس میں سے کچھ اوراق نکالے... چند لمحے ان پر جھکا رہا۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔ "دیکھو... شام کا پہلا ستارہ مقبرے کے کلس کے اُوپر پہنچا یا نہیں... کچے مقبرے کے پہلے زینے پر کھڑے ہو کر دیکھنا!۔"

ایک مرید حلقے سے نکل کر باہر چلا گیا! بڑے عابد نے اُن اوراق کو دوبارہ جُزدان میں تہہ کر کے رحل پر رکھ دیا! اَب اُس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا!۔

مرید جلد ہی واپس آگیا! اور اُس نے اطلاع دی کہ ابھی شام کا پہلا ستارہ کلس کے اُوپر نہیں آیا!

"انتظار کرو..." بڑے عابد نے پر سکون لہجے میں کہا۔ "بد نہاد شنگشت کا آخری وقت قریب ہے! پیر روشن ضمیر کی پیشگوئی یہی ہے... مگر دیکھو... تم...!"

اُس نے ایک مرید کی طرف انگلی اٹھا کر کہا! "میرے قریب آؤ... میں تمہیں اُن دونوں کی نشانیاں بتاؤں گا!۔"

مرید اُس کے قریب جا کر دوزانو ہو گیا اور اتنا جھکا کہ اُس کی سرگوشیاں آسانی سے سُن سکے!۔

(۱۱)

سورج غروب ہو رہا تھا جب وہ ڈھلان سے اتر کر عقرب کے بتائے ہوئے غار تک پہنچے تھے!۔

"اُف... فوہ... کھسک گیا شاید...!" عقرب چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"اے چھوکرے...!" دفعتاً ضیغم دہاڑا... "اگر نہ ملا تو میں تجھے اُسی طرح چبا جاؤں گا جیسے وہ کچے خرگوش کھا رہا تھا!۔"

"رحم... رحم... سردار!" عقرب گڑگڑایا! "میں نے جھوٹ نہیں کہا تھا! یہ دیکھو... خون کی بوندیں... خرگوش کا خون... اوہ... یہ دیکھو... یہ خرگوش کی دُم ہی تو ہے...!"

اُس نے سفید بالوں کا گچھا سا زمین سے اٹھایا!۔

"میں تجھے جُھوٹا نہیں سمجھتا!" ضیغم بولا! "لیکن آج خالی ہاتھ بھی نہیں جاؤں گا! اُس کا سر چاہیے مجھے... ہر حال میں!۔"

"اوہو!..." عقرب ایک جانب دیکھتا ہوا اُچھل پڑا... "وہ دیکھو... خون کی بوندیں اس طرف بڑھتی گئی ہیں... آؤ دیکھیں شاید وہ اُدھر ہی گیا ہو!۔"

وہ خون کی بوندیں تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے اور اُس طرح وہ اُسی غار کے کسی دوسرے تنگ سے دہانے تک جا پہنچے۔ یہ اتنا تنگ تھا کہ ایک ساتھ دو آدمی کھڑے کھڑے نہیں گزر سکتے تھے!۔ عقرب نے چاہا کہ خود پہلے نکل جائے!۔

"نہیں...!" ضیغم اُس کا شانہ دبوچتا ہوا غرایا۔ "تم نہیں... پہلے میرے آدمی نکلیں گے...!"

"جیسی مرضی سردار کی..." عقرب چہکا! "میں تو خادم ہوں...!"

ضیغم کے اشارے پر اُس کا ایک آدمی بیٹھ کر کھسکتا ہوا دہانے سے گزر گیا! اور باہر پہنچ کر آواز دی۔ "سب ٹھیک ہے... آؤ...!"

پھر یکے بعد دیگرے پانچوں آدمی باہر نکل گئے! ضیغم نے عقرب کو روکے ہی رکھا تھا۔ پانچویں آدمی کے بعد اُس نے اُسے دہانے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ "اَب تم چلو...!"

پھر عقرب کے پیچھے ہی پیچھے وہ بھی کھسکتا ہوا دوسری طرف نکل آیا!۔

یہ ایک چھوٹی سی گہری وادی تھی... خون کی بوندیں سامنے والی ڈھلان تک پہنچ کر غائب ہو گئیں! یہاں ایک ایسا خرگوش بھی پڑا ملا جس کا سر غائب تھا!۔

عقرب نے پہلی بار ضیغم کے چہرے پر کسی قدر سراسیمگی کے آثار دیکھے! وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے خرگوش کی طرف دیکھ رہا تھا!۔

پھر سورج پہاڑیوں کے پیچھے غائب ہو گیا! لیکن افق کے شوخ رنگوں والے چمکدار لہریئے ابھی اتنے روشن تھے کہ فضا پر تاریکی نہیں مسلط ہو سکی تھی!۔

ضیغم نے عقرب کی طرف مڑ کر پلکیں جھپکائیں... اور عقرب آسمان کی طرف ہاتھ جوڑ کر گڑگڑایا۔ "ربِّ عظیم...! مجھے معاف کردے! لیکن یہ سردار بھی تو شنگشت ہی ہیں... تیرے

خاص الخاص بندے! رحم کر... اگر وہ عذاب کا کوئی فرشتہ ہی تھا تو ہم سب کو معاف کر دے! مجھے معلوم ہے... تو اگر چاہے تو ہماری جیبوں میں پڑے ہوئے کارتوس خود بخود چل جائیں اور ہمارے جسم چھلنی...!"

"کیا بک رہا ہے...!" ضیغم غرّایا۔ لیکن اُس کی آواز میں خوف کی لرزش بھی شامل تھی!۔

"بک نہیں رہا سردار... میرا باپ اسی طرح مرا تھا!" عقرب نے رونی سی آواز بنائی۔ "ایسے ہی ایک چھلاوے کی تلاش میں وہ بھی نکلا تھا! اُس کی واسکٹ کی جیب میں دس کارتوس پڑے ہوئے تھے... یقین کرو سردار وہ سارے کارتوس خود بخود چل گئے تھے اور اُس کا سینہ چھلنی ہو کر رہ گیا...!"

اچھّا! اچھّا!۔ میں یہ جھگڑا ہی ختم کر دوں گا!" ضیغم نے کہا! اور اپنے آدمیوں سے بولا۔ "سارے کارتوس ایک جگہ ڈھیر کر دو! ریوالور خالی کر دو... رائفلیں بھی... اور کلہاڑیاں سنبھالو! میں شنگشت ہوں! ہو سکتا ہے کہ فرشتوں پر میرا خون حرام نہ کیا گیا ہو!"

اُس کے حکم کے مطابق ہر قسم کے سارے کارتوس ایک تھیلے میں بھر کر غار کے دہانے میں چھپا دیئے گئے! اُن کے ہولسٹروں میں خالی ریوالور تھے!۔

"اندھیرا پھیلنے سے پہلے!" عقرب کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "ہمیں اُسے تلاش کر لینا چاہیے!۔"

"سردار!" اُس کا ایک ساتھی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اگر وہ فرشتہ ہی ہے تو... ہم اُس پر کیسے ہاتھ اٹھا سکیں گے!"

"ضرور اٹھا سکیں گے۔" ضیغم حلق پھاڑ کر دہاڑا... "ربِّ عظیم... ایک شنگشت کی توہین کیوں کرا رہا ہے!۔"

"ہم تو نہیں اُٹھائیں گے...!" پانچوں نے جھلاّ کر بیک وقت کہا۔

"یہ بات ہے تو نکالو... اپنی کلہاڑیاں... اور آجاؤ مقابلے پر... میرا حکم ماننے سے انکار کرنے کا مطلب یہی ہے کہ خون بہے!۔"

"بھاگ چلو... بھاگو!" ایک نے چیخ کر کہا اور بقیہ چاروں بھی اُسی کے پیچھے دوڑتے چلے گئے!۔

"ٹھہرو! کم بختو ٹھہرو..." ضیغم ہاتھ اٹھا کر دہاڑا... لیکن کون سُنتا ہے... دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک دراڑ میں گھس کر نظروں سے اوجھل ہو گئے!

"میرے خیال سے سردار اَب واپس ہی چلو...! عقرب بولا۔

"نہیں..." وہ حلق پھاڑ کر چیخا۔ "کیا میں کسی سے ڈرتا ہوں... واپسی پر ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا!۔"

"اے... ربِّ عظیم..." عقرب نے پھر آسمان کی طرف ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "پتہ نہیں یہ کس خبط الحواس گدھے کی اولاد ہے... میری سمجھ میں تو نہیں آتا!۔"

"کیا...؟ ابے کیا کہا۔ تونے...!" ضیغم دہاڑتا ہوا پیچھے ہٹا اور پیٹی سے لٹکی ہوئی کلہاڑی کا دستہ سنبھالنے لگا!۔

عقرب نے ڈھلان میں چھلانگ لگا دیا! ضیغم لحیم شحیم آدمی تھا! اس لئے تیز نہیں دوڑ سکتا تھا! اس کے بر خلاف عقرب جو ہلکا پھلکا جسم رکھتا تھا چٹانوں پر بھی ہرنوں کی طرح چوکڑیاں بھرتا نظر آیا۔ ساتھ ہی وہ چیختا بھی جارہا تھا! "آ... اَے عذاب کے فرشتے... اس خیرہ سر کو بھی اپنی خوراک بنالے!۔"

"ٹھہر تو جا... ولدالحرام..." ضیغم کلہاڑی تانے ہوئے بار بار کوشش کر رہا تھا کہ وہی اُس پر کھینچ مارے... لیکن شاید اب کلہاڑی بھی ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا... اس لئے تاک میں تھا کہ نشانہ خطا نہ کرے... لیکن عقرب نے ابھی تک تو اس کا موقع نہیں دیا تھا!۔

دفعتاً کسی نے ضیغم کو عقب سے للکارا... وہ نیچے وادی میں پہنچ چکا تھا!۔

"ٹھہر۔ او خیرہ سر! تیری موت آپہنچی!۔"

ضیغم اُچھل کر آواز کی طرف مڑا... اس نئے آنے والے کو دیکھ کر تو وہ عقرب کو بھی بھول گیا! یہ وہی نوجوان تھا جس نے شرجیل کے خیمے کے قریب اُس کے سینے پر گھونسہ مارا تھا اور بوڑھے چپت باز کی وجہ سے وہ اُس سے انتقام بھی نہ لے سکا تھا۔

"آجا... پہلے تو ہی آجائیں!۔ مجھے تو تیری بھی تلاش تھی!" ضیغم اکڑ کر بولا۔ "نکال کلہاڑی...!"

ایرج قریب پہنچ گیا! دھندلکا پھیلنے لگا تھا! لیکن اب بھی اتنی روشنی تو تھی ہی کہ انہیں ایک دوسرے کی آنکھیں صاف نظر آسکتیں!۔

"نکال کلہاڑی..." ضیغم نے پھر للکارا... لیکن ایرج خاموش کھڑا اُسے گھورتا رہا!

"تیسری بار کہوں گا۔ اُس کے بعد کلہاڑی نکالے یا نہ نکالے میں تجھ پر حملہ کر دوں گا۔" ضیغم نے کہا۔

"میری بھی ایک بات سُن لے...!" ایرج نے پُرسکون اور نرم لہجے میں کہا۔ "تو ایک شنگشت ہے۔ تجھے تو درویش ہونا چاہیے تھا! اَب بھی آدمی بن جا! ربِّ عظیم تجھے معاف کر دے گا"...

"او... چھوکرے... کلہاڑی نکال... نہیں تو سنبھل... یہ لے!" اُس نے اچھل کر ایرج پر حملہ کر ہی دیا! اتنی قوت سے کلہاڑی چلائی گئی تھی کہ شاید پتھر میں بھی اُتر جاتی... لیکن ضیغم اپنے ہی زور میں اَڑاَدھڑام نیچے چلا آیا... ایرج نے بڑی پھرتی سے وار خالی دیا تھا! اُس کے دوسرے ساتھی جو دور کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے تالیاں بجانے لگے... ضیغم دہاڑتا اور گالیاں بکتا ہوا پھر اٹھا ہی تھا کہ عقرب نے گدھے کی طرح رینکنا شروع کر دیا! ضیغم جو مطمئن تھا کہ اُسے کوئی بھی جان سے نہیں مار سکے گا اُس کی طرف متوجہ ہو گیا! سنکی تو تھا ہی... ویسے بھی اُس کا ذہن اُلٹتا پلٹتا رہتا تھا!۔

"چپ رہ... چپ رہ... مسخرے... ورنہ سسکا سسکا کر ماروں گا۔" اُس نے عقرب کو للکارا۔

"مجھ پر خفا ہونے کی ضرورت نہیں سردار... اس وقت تمہارے باپ کی آوارہ روح میرے جسم میں حلول کر گئی ہے...!" عقرب نے کہا اور پھر گدھے کی طرح رینکنے لگا... اور ایرج ہنس پڑا۔

"تو ہنستا ہے خنزیر... مجھ پر ہنستا ہے...!" اُس نے دانت پیس کر پھر حملہ کیا! لیکن اس بار شاید ایرج نے یہی تہیہ کر لیا تھا کہ وار خالی دے کر کلہاڑی چھین لے گا!۔

کلہاڑی ہاتھ سے نکلتے ہی ضیغم ایرج سے لپٹ پڑا...

"دیکھ اب بھی ہوش میں آجا!" ایرج نے پھر کہا۔ "ورنہ...!"

"ورنہ کیا ہو گا!" ضیغم اُس سے گُتھا ہوا بولا۔ "ابھی چیونٹی کی طرح مسل کر رکھ دوں گا...!"

"اپنی خیر منا... بھک منگے! میں تجھے مار ڈالنے کے لئے بھڑا ہوں۔!"

"میرا خون...!" ضیغم نے وحشیانہ قہقہہ لگایا! "تو میرا خون کرے گا۔ ہاہا... مجھ پر کون ہاتھ اُٹھا سکتا ہے... میں شنگشت ہوں...!"

"ہر گز نہیں!" عقرب نے ہانک لگائی! "خبر دار اس پر ہاتھ نہ اٹھانا... البتہ خود اِسے ہاتھوں پر اٹھا سکتے ہو... جلدی کرو شاباش...! اسے زمین اور آسمان کے بیچ میں مرنا چاہیے... زمین پر نہیں... خیال رکھنا کہ ایک قطرہ خون بھی زمین پر نہ گرنے پائے... جلدی کرو...!"

ضیغم بھی خاصا طاقتور تھا! اتنا کے طاقت ہی کے زعم پر درویش کی بجائے "خیرہ سر" بن گیا تھا!۔ اس وقت وہ کوشش کر رہا تھا کہ ایرج کو زمین سے اُکھاڑ کر دے پٹخے... ادھر ایرج دراصل اس کا اندازہ لگانے کی فکر میں تھا کہ اُسے زمین سے اکھاڑنے میں کتنا زور صرف کرنا پڑے گا۔ یک بیک اُس نے اس کی پیٹی پکڑ لی... اور پھر ایسا جھٹکا مارا کہ ضیغم کے پیروں نے زمین

چھوڑدی...

"ربُّ السَّمٰوٰت!" ایرج کے نعرے سے پہاڑیاں لرز گئیں!۔ ضیغم اُس کے ہاتھوں پر بلند ہوتا جارہا تھا! چیخ رہا تھا۔ گالیاں بک رہا تھا...

ایرج نے بائیں ہاتھ سے اس کی پیٹی پکڑ رکھی تھی اور داہنے ہاتھ سے گردن...

داہنے ہاتھ کی گرفت آہستہ آہستہ تنگ ہوتی جارہی تھی...!

ضیغم نے اُسی عالم میں کمر سے خنجر کھینچنا چاہا... لیکن... عقرب نے جو قریب آگیا تھا اُس کے ہاتھوں پر چابک مارنا شروع کردیا!...

ہاتھ تو آزاد تھے ہی لمبا تڑنگا بھی تھا بہ آسانی ایرج کی گردن خود بھی پکڑ لیتا لیکن عقرب نے کسی مشاق چابک باز کی طرح اُسے بے بس ہی رکھا! ضیغم پاگل ہوا جارہا تھا! اُس کی زبان سے الفاظ نہیں ادا ہو رہے تھے، صرف غضب ناک قسم کی کریہہ الصَّوت چیخیں نکل رہی تھیں! بس ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی زخمی شیر بے بس ہو جانے کے بعد غصّے میں پتھر چبا رہا ہو!۔

پھر یہ آوازیں آہستہ آہستہ گھٹتی گئیں!... ایرج اُسے اُوپر ہی اٹھائے رکھنے کے لئے جدوجہد کررہا تھا! اُس کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے!۔

خرّر... خرّر... خرّر... خیں...!" یہ ضیغم کے حلق سے نکلنے والی آخری آوازیں تھیں...!

(۱۲)

شرجیل خوشی تو ظاہر کر رہا تھالیکن حقیقتاً دلگرفتہ تھا! کیونکہ ایک شنگشت مارا گیا تھا!۔ پتہ نہیں اب کیا ہو! کتنی وبائیں پھوٹیں! کتنے طوفان آئیں... کتنی ژالہ باری ہو... اُیرج اسے ختم کر کے سیدھا شرجیل ہی کے خیمے میں آیا تھا!۔ یہاں ضیغم کا ڈیرہ پہلے ہی سے سُنسان پڑا تھا!... اُس کے وہ پانچوں ساتھی یہاں واپس پہنچے تھے!... اور پھر انہوں نے دوسرے مصاحبوں سے نہ جانے کیا کہا تھا کہ وہ بدحواسی کے عالم میں فرار ہوتے وقت اپنا بہتیرا سامان بھی چھوڑ گئے تھے۔! پھر ایرج اور اُس کے ساتھی آئے... اور انہوں نے شرجیل کو بتایا کہ بڑے عابد کی پیشگوئی سچ ثابت ہوئی... ضیغم کی لاش ایک درخت کی شاخ سے جھول رہی ہے۔ مرنے کے بعد بھی اُسے زمین نہ مل سکی...!

پھر انہوں نے زیارت گاہ کے نقیبوں کی آوازیں سُنی تھیں، جو سارے میلے میں چیختے پھر رہے تھے... "خیرہ سر شنگشت کے قاتل کو بڑے عابد نے طلب کیا ہے۔ دو الگ جسم رکھنے والا ایک آدمی... جہاں کہیں بھی ہو... فوراً زیارت گاہ میں پہنچے! اُس کا ایک جسم دبلا پتلا ہے اور دوسرا تنومند...!"

ایرج نے حیرت سے عقرب کی طرف دیکھا تھا! اور عقرب نے ہنس کر کہا تھا۔ "چلو...!"

شرجیل زیارت گاہ کی طرف جانے کی ہمت نہیں رکھتا تھا! وہی دونوں گئے!۔ لیکن پھر اُس نے کچھ دیر بعد شادیانے کی آواز سُنی تو اٹھ کر بے تحاشہ زیارت گاہ کی طرف دوڑا گیا!۔

یہاں... ایرج اور عقرب بڑے عابد کے سامنے دم بخود کھڑے تھے۔ وہ اپنا داہنا ہاتھ اٹھائے کہہ رہا تھا! "ایرج اور عقرب ایک ہی شخصیت ہے۔ ایرج قوت ہے اور عقرب عقل!...

اب شکرال کے دن پھرنے والے ہیں! تین سو سال ہوئے جب شمال کے ناپاکوں نے سر اٹھایا! شکرال میں تباہیاں پھیلائی تھیں... اُسی وقت سے ربِّ عظیم کے عابد تمہاری آمد کی خبر دیتے رہے ہیں... مقدس اوراق میں ان کی پیشگوئیاں موجود ہیں... انہیں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ تمہارے ہاتھوں ایک ناپاک شنگشت گلترنگ کی زیارت گاہ کے قریب اُس وقت مارا جائے گا جب شام کا پہلا ستارہ مقبرے کے کلس کے اُوپر ہو گا! پیشگوئی پوری ہوئی۔ خوش آمدید... اب میں تمہیں اُس مقدّس مہم کی اجازت دیتا ہوں جس کے لئے تم خلق کئے گئے ہو۔! تم شمال میں جاؤ گے اور ربِّ عظیم کا نام اونچا کرو گے... لیکن یاد رکھنا جس دن تم دونوں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے وہ بڑا منحوس دن ہو گا... اس سے بچتے رہنا!۔"

اُس کے خاموش ہوتے ہی حلقہ بگوش ربُّ السمٰوٰت کی حمد گانے لگے...! بخور دانوں سے خوشبودار دھوئیں کی لکیریں اٹھ اٹھ کر فضا میں قوسیں اور دائرے بناتی رہیں...!